اجتماعی دعا اسلام کی نظر میں

مولانا حافظ شیخ کلیم اللہ عمری، مدنی

فروری ۲۰۱۴ء، ربیع الاول/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ جلد: ۴۰ شمارہ: ۲

عبادات میں سے سب سے اہم عبادت دعا ہے جو مومن کی ڈھال اور شیطانی وسوسوں، حملوں اور نفسیاتی خواہشات کے خلاف ایک موئثر ہتھیار ہے، اسی وجہ سے شریعت کی نظر میں دعا ایک عبادت اور عبادات کی روح وجان ہے اور ہر مسلم سے شرعاً مطلوب ہے کہ وہ ہمہ وقت ذکر واذکار ومسنون دعاؤں کا اہتمام کرے اور قرآنی تعلیمات کو حرز جان بنائے۔ یہ بھی حق ہے کہ مومن انفرادی واجتماعی دعاؤں کے ذریعہ بہت سے مصائب وآلام وآفات ارضی وسماوی سے محفوظ رہے گا اور شیطانی حملے اس کے حق میں غیر موئثر ہوں گے ۔

زیر نظر مضمون میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ کتاب وسنت اور آثار وتعامل صحابہؓ اور موئقر اہل علم کے مستند فتاوے کی روشنی ہیں اجتماعی دعا کی حیثیت پیش کی جائے اور افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال کی رو سے بلکہ انصاف کے ساتھ یہ واضح کی جائے کہ یہ مسئلہ ان مختلف فیہ مسائل میں سے ضرور ہے جس میں سلف صالحین کے نزدیک وسعت موجود ہے اور اختلاف کے باوجود مخالفت کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے اور نہ ہی فروعی مسائل میں اختلاف حق وباطل کا ہے بلکہ اکثر وبیشتر جواز واستحباب کا ہے اور افضل اور غیر افضل کا ہے یا راجح ومرجوح کا۔

راقم الحروف کا مقصد یہی ہے کہ امت مسلمہ کے عوام وخواص کے مابین جن فروعی مسائل میں بے جا شدت پسندی ہے ان مسائل کو اعتدال کے ساتھ جارحانہ انداز سے بچتے ہوئے مثبت انداز میں راہ حق وصواب کی طرف رہنمائی کی جائے۔ نیز اختلاف کی صورت میں صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ کے منہج اور طریقہ کار کی طرف نشاندہی کی جائے۔ اس لئے کہ آج اسلاف سے محبت کا دعوی تو ہے لیکن ان کی خدمات کا اعتراف ناپید ہے اور ان کی علمی کاوشوں کی ناقدری ہے پھر بھی ان کے نام کے جلسے جلوس اور عظمت صحابہ کانفرنس کی بہتات تو ہے اور آج امت دین اسلام کی روح اور مزاج سے بالکل ناآشنا ہے ۔

وہ مقامات جہاں رسول اکرم ﷺ کا دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ :

من الناس من قال ان الید لا ترفع الا فی الاستسقاء وترکوا رفع الیدین فی سائر الادعیۃ ومنھم من فرق بین دعاء الرغبۃ ودعاء الرھبۃ والصحیح الرفع مطلقا فقد تواتر عنہ ﷺ (مختصر الفتاوی المصریۃ ۱/۱۵۹ ۔المستدرک علی مجموع الفتاوی ۲/۱۳۵)

یعنی بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ صرف استسقاء (بارش طلب کرتے وقت) میں ہی ہاتھ اٹھانا چاہیے باقی مقامات میں انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا۔ اور بعض حضرات نے ترغیب اور ترہیب کی دعاؤوں میں فرق کیا ہے صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ سے مطلقا دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ ذیل میں ان مقامات کا تذکرہ ہے جہاں دعا کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھایا ہے ۔

۱۔ طفیل بن عمرو دوسیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ قبیلہ دوس نافرمان قوم ہے پس آپ ان کے خلاف بد دعا فرمائیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ : قبیلہ دوس کو ہدایت فرما اور انہیں اسلام کی توفیق عطا فرما۔ (بخاری ۲۹۳۷ مسلم ۲۵۲۴)۱۹۷

۲۔ ابو موسی اشعریؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ابو عامر اشعریؓ کی وفات کی خبر سنائی تو آپ اپنے گھر میں موجود تھے چنانچہ آپ ﷺ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا اور دونوں ہاتھوں کو اس قدر اٹھایا کہ آپ ﷺ کے بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور دعا فرمائی : اللھم اغفر لعبید أبی عامرؓ پھر ابو موسی اشعریؓ نے درخواست کی یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا فرما دیں تو آپ ﷺ نے دعا کی : اللھم اغفر لعبد اللہ بن قیس ذنبہ وأدخلہ یوم القیامۃ مدخلا کریما (صحیح بخاری ۴۳۲۳ و مسلم ۲۴۹۸) ترجمہ : ’’اے اللہ۔ عبد اللہ بن قیسؓ کے گناہوں کو معاف فرما اور انہیں قیامت کے دن باعزت مقام میں داخل فرما۔‘‘

۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور عرض کیا کہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ آپ اہل بقیع کے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں تو آپ ﷺ بقیع الغرقد (مدینہ کا قبرستان) (رات کے وقت) پہنچے بہت دیر تک قیام فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر آپ ﷺ نے تین بار دعا فرمائی۔ (مسلم ۱۰۳ (۹۷۴)

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے طویل دعا کرنے اور اس میں دونوں ہاتھ اٹھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ (شرح مسلم ۱/۳۱۳)

۴۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ج فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ج وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ترجمہ: "اے اللہ! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بخشنے والا مہربان ہے۔" (ابراہیم) إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدۃ:۱۱۸) اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (اپنی مہربانی ہے) بیشک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ ہاتھ اٹھا کر آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اللھم اُمتی اُمتی اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما۔ اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما، اور رونے لگے تو جبریل اُمین کے ذریعہ اللہ کی طرف سے یہ خوشخبری آئی انا سنرضیک فی اُمتک ولا نسوک "اے محمد! ہم آپ کو آپ کی امت کی طرف سے خوش کر دیں گے اور آپ کو ناراض نہیں کریں گے۔" مسلم ۳۴۶ ۔ (۲۰۲)

۵۔ قیس بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آل سعد بن عبادۃ کے حق میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اللھم اجعل صلواتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ (سنن اُبی داؤد ۵۱۸۵)

۶۔ حضرت علیؓ کو جب آپ ﷺ نے ایک فوج کے ساتھ روانہ فرمایا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا (ترمذی ۳۷۳۷ و قال حسن غریب)

۷۔ قنوت نازلہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے۔(رواہ البیہقی و مستخرج أبي عوانۃ ٣٦٠٦ و المعجم الاَوسط للطبرانی: ٣٧٩٣) نیز ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ مسلسل پانچوں نمازوں میں رعل وذکوان اور عصیۃ کے خلاف قنوت نازلہ کا اہتمام فرمایا اور (مقتدی صحابہ کرامؓ) آمین کہا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد ١٤٤٣ احسنہ الالبانی)

۸۔ انس بن ملکؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے دیکھا ہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں بغل کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ رأیت رسول اللہ ﷺ یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیہ

(مسلم ٥ (٨٩٥)

۹۔ طفیل بن عمرو دوسیؓ کے ساتھ ایک اور ساتھی مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچے مدینہ منوہ کی آب وہوا انہیں راس نہ آئی یہاں تک کہ وہ بیمار ہو گئے بیماری سے گھبرا کر ایک آلہ سے اپنا ہاتھ زخمی کر لیا اسی زخم کے ساتھ وہ وفات پا گئے ایک دن طفیل نے اپنے ساتھی کو خواب میں بہترین شکل وصورت وحالت میں دیکھا اور سوال کیا کہ رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو فرمانے لگے کہ میرے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے معاف فرما دیا طفیلؓ نے اپنے ساتھی کے ہاتھوں کو ڈھکے ہوئے پایا تو سوال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ ہم اسکی اصلاح نہیں کریں گے جسے تم نے خود سے بگاڑ دیا ہے یہ ساری باتیں جب طفیلؓ نے آپ ﷺ کے سامنے بیان کر دی تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اللھم ولیدیہ فاغفر ورفع یدیہ (صحیح مسلم ١٨٤ / ١١٦) اے اللہ ! اپنی مغفرت سے اس کے ہاتھوں کو بھی درست فرما اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔

۱۰۔ عبد الرحمن بن سمرۃؓ نے کسوف (سورج گرہن) کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے (ا/دیکھا۔(مسلم)(مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: مختصر الفتاویٰ المصریۃ لابن تیمیۃ ١٦٠

مذکورہ بالااحادیث شریفہ سے مطلقاہاتھ اٹھاکر دعامانگنے کاثبوت ظاہر ہے اس لئے کہ ان میں وقت کی تعیین نہیں کی گئی ہے لہذا بندہ مومن نماز سے قبل یانماز کے بعد, چاہے نماز نفل ہو یافرض ہاتھ اٹھاکر دعامانگ سکتاہے۔ شریعت اسلامیہ میں حکم مطلق کو عموم پر ہی محمول کیاجاتاہے جب تک اس کی تخصیص وارد نہ ہو یااس عموم کو مقید نہ کر دیاجائے۔

امام نوویؒ نے اپنی مشہور کتاب المجموع شرح المہذب میں ہاتھ اٹھانے اور چہرے پر ہتھیلیوں کو پھیرنے کے تعلق سے تیس روایتیں نقل کی ہیں اوران کے پیش نظرانہوں نے یہ فیصلہ کیاہے کہ دعامیں ہاتھ اٹھانامستحب ہے۔اعلم انہ مستحب نیزآپ نے ان روایتوں کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیاہے کہ المقصودأن یعلم أن من ادعی حصر المواضع التی وردت الاحادیث بالرفع فیہافہوغالط غلطافاحشایعنی جو شخص ان احادیث کوان کے مواقع کے ساتھ خاص کرتاہے وہ فحش غلطی پر ہے۔(المجموع ۳/۵۱۱)(باب فی استحباب رفع الیدین فی الدعاءخارج الصلوۃ وبیان جملۃ من الاحادیث الواردۃ فیہ ص۴۴۸تا۴۵۰, مطبوعۃالمکتبۃالعلمیۃ)

قرآن کریم میں متعددآیتیں ہیں جن کے عموم سے اجتماعی دعاکاثبوت ملتاہے حضرت آدم وحواء،ابراہیم واسماعیل،موسیٰ وہارون علیہم السلام کی دعاؤں سے جواز پراستدلال کیاگیاہے جیسے حضرت آدم وحواءعلیہماالسلام کی دعا:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف ۲۳:)

"عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیااوراگرتو ہمیں نہیں بخشے گااور ہم پر رحم نہیں کرے گاتو ہم تباہ ہوجائیں گے"۔

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہماالسلام نے کعبہ کی تجدید کے بعد یہ دعافرمائی:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ o رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o (۱۲۷۔۱۲۹: البقرہ)

اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے اللہ ہم سے یہ "خدمت قبول فرما بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اے رب ہمیں اپنا فرمانبر دار بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہنا اور (اللہ) ہمیں ہمارے طریقِ عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔ اے پرودگار ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمانا جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور اُن (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے "۔

حضرت موسیٰ دعا فرماتے تھے اور ہارون علیہم السلام آمین کہتے تھے

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ o (۸۹ :یونس)

"(اللہ نے) فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا۔" (تفسیر قرطبی ۱۳۰)

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے رسولوں کے ذکر خیر کے بعد حکم دیا کہ آپ ان نبیوں اور رسولوں کی اقتداء فرمائیں اور ان کے راستہ کی پیروی فرمائیں جیسا کہ ارشاد باری ہے:

(۹۰: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ   (الانعام

"وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی تو تم انہیں کی ہدایت کی پیروی کرو"

۔ لہٰذا اس پہلو سے بھی انبیاء کرام علیہم السلام اسوہ اور نمونہ ہیں

: سنن و آثار اور علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں اجتماعی دعاء

۱۔ عن ابن عمرؓ قال، قلما کان رسول اللہ یقوم من مجلس حتی یدعو بھولاء الکلمات لأصحابہ اللھم اقسم لنا من خشیتک مایحول بیننا وبین معاصیک ومن طاعتک ماتبلغنا بہ جنتک ومن الیقین ماتھون بہ علینا مصیبات الدنیا ومتعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احییتنا واجعلہ الوارث منا واجعل ثارنا علی من ظلمنا وانصرنا علی من عادانا ولا تجعل مصیبتنا فی دیننا ولا تجعل الدنیا أکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔ (رواہ الترمذی وحسنہ الألبانی رقم الحدیث ۳۵۰۲)

مطلب یہ ہے کہ ایسا کم ہی ہوتا کہ رسول اکرم ﷺ کسی بھی مجلس سے اپنے صحابہؓ کے لئے دعا کئے بغیر اٹھے ہوں۔
اللھم اقسم لنا من خشیتک مایحول بیننا وبین معاصیک ومن طاعتک ماتبلغنا بہ جنتک ومن الیقین ماتھون بہ۔۔

۲۔ امام نوویؒ نے مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ باب باندھا ہے (باب دعاء الجالس فی جمع لنفسہ ومن معہ)
(یعنی کسی جماعت میں بیٹھنے والے کا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے حق میں دعا کرنے کا بیان: (الاذکار للنووی حدیث نمبر ۸۹۰

۳۔ : حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

مارفع قوم أكفهم الى الله عز وجل يسألونه شيء الاكان حقا على الله أن يضع في أيديهم الذي يسألونه (رجاله رجال الصحيح۔۔ موضع
(اليدين بعد الرفع من الركوع للألباني

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم اللہ سے مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہے تو ان کا اللہ پر یہ حق ہے کہ ان کے
ہاتھوں میں ان کی مراد پوری کردے۔

حضرت ابن مسعودؓ جب اپنے ساتھیوں کے لئے دعا کرتے تھے تو فرماتے ۔۴

اللهم اهدنا ويسر هداك لنا اللهم يسرنا لليسرى وجنبنا العسرى واجعلنا من اولى النهى اللهم لقنا نضرة وسرورا واكسنا سندسا
وحريرا وحلنا أساور اله الحق اللهم اجعلنا شاكرين لنعمتك مثنين بها قائليها وتب علينا انك أنت التواب الرحيم (مصنف ابن ابی
شیبہ ۲۹۵۲۷)

ترجمہ: ” اے اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرما اور ہدایت ہمارے لئے آسان کردے نیکی کو آسان کردے اور بدی سے
ہمیں دور کردے اور ہمیں عقلمندوں میں شامل فرما اے اللہ ہمیں خوش رکھ اور ریشمی لباس عطا فرما اے برحق معبود ہمیں عالی شان
پوشاک عطا کردے اے اللہ ہمیں تیری نعمتوں پر شکر گذاری کی توفیق دے اور تیری نعمتوں کو یاد کرنے والوں میں شامل کردے اور
ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا ہے “۔

عوف بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھا پس میں نے آپ ﷺ ۵۔
کی یہ دعا یاد کرلی اللهم اغفر له وارحمه شیخ الحدیث مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ کوئی انسان دعا کرے اور اور اس کے آس پاس کے لوگ آمین کہیں۔ (منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم)

۶۔ حضرت انسؓ سے ثابت ہے کہ ثابت بن قیسؓ نے حضرت انسؓ سے فرمایا آپ کے ساتھی چاہتے ہیں کہ آپ ان کے حق میں دعا فرمائیں تو آپؓ نے دعا فرمائی:

اللہم رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (الدر المنثور : ۱/۲۴۲)

۷۔ حضرت عمرؓ ابو بکر صدیقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے بیعت خلافت کے بعد آپؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا:
أیہا الناس انی داع فأمنوا اللہم انی غلیظ فلیني لأہل طاعتک یعنی اے لوگوں میں دعا کرنے والا ہوں پس تم لوگ آمین کہو: اے اللہ میں درشت مزاج ہوں تیرے اطاعت گذاروں کے لئے مجھے نرم کر دے۔(العقد الفرید لابن عبد ربہ ۴/۱۵۶)

اجتماعی دعا کے جواز پر اہل علم کے فتاوے:

۱۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا فتوی: الاجتماع علی القراءۃ والذکر والدعاء حسن مستحب اذا لم یتخذ ذلک عادۃ راتبۃ کالاجتماعات المشروعۃ ولا اقترن بہ بدعۃ منکرۃ (مجموع فتاوی ۲۲/۵۲۳)

یعنی تلاوت کتاب اللہ ذکر واذکار اور دعا کے لئے جمع ہونا اچھا اور مستحب ہے بشر طیکہ اس طرح کی محفلوں کی کوئی مستقل عادت نہ بنالی جائے جیسے شرعی اجتماعات کی اہمیت ہوتی ہے اور نہ ہی اس طرح کی محفلوں میں کسی بدعت کا ارتکاب ہو۔

۲۔ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ جمعہ کے خطبۂ اولی اور ثانیہ میں نمازیوں، عام مسلمانوں، اور مسلم حکمرانوں کے حق میں دعاء خیر کرے اور مقتدی اس دعا پر آمین کہیں۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۷/ ۱۱۲)

۳۔ دروس یا وعظ ونصیحت کے بعد دعاء کرنے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے اس طرح کے مواقع میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ سنت سے ثابت نہیں ہے البتہ عام حدیثیں ہیں جس میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور وہ اسباب اجابت یعنی ہاتھ اٹھانا قبولیت کے اسباب میں سے ہے لیکن مجھے اس طرح کی کوئی حدیث یاد نہیں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ وعظ ونصیحت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے ؟ اگر یہ ثابت شدہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ ضرور نقل فرماتے انہوں نے ہر اس چیز کو امت تک پہنچایا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا پس بہتر اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس طرح کے مواقع میں ہاتھ نہ اٹھایا جائے الا یہ کہ کوئی دلیل مل جائے اسی طرح کسی واعظ یا خطیب کا یہ دعا کرنا کہ غفر اللہ لنا ولکم أو وفقنا اللہ وایاکم أو نفعنا اللہ وایاکم بما سمعنا او ما أشبہ ذلک فھذا لا باس بہ یعنی اللہ ہماری اور آپ لوگوں کی مغفرت فرمائے یا ہم سب کو نیک توفیق دے یا ہمیں ان سنی ہوئی باتوں سے فائدہ پہنچائے یا اسی طرح کے کلمات خیر کہنے اور اس پر آمین بولنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(نور علی الدرب ابن باز رحمہ اللہ)

۴۔ وعظ ونصیحت کے اختتام میں اجتماعی دعا اور اس پر آمین سے متعلق شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے فتوے کا خلاصہ : کسی مجلس وعظ ونصیحت کے اختتام میں اجتماعی دعا اور اس پر آمین کہنا صحیح ہے بشرطیکہ اس طریقہ کو عادت نہ بنالیا جائے ورنہ اس طرح کی عادتیں جو سنت بنالی جاتی ہیں حالانکہ وہ سنت نہیں بن جاتیں بلکہ اس کا حکم بدعت ہے جب کبھی لوگ اس طرح کی مجلسوں کو قائم کریں دعا پر مجلس کو ختم کریں یہ عمل سنت سے ثابت نہیں ہے البتہ وعظ ونصیحت کے موقع پر وعید یا ترغیبات پر دعا کا اہتمام ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے راتب اور عارض میں فرق ہے (راتب : مستقل سنت عارض : کبھی کبھار کیا جانے والا عمل) اور عارض کبھی کبھار کیا جانے والا جس کے ترک پر وہ قابل ملامت نہیں ہوتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کبھی کبھی نماز تہجد باجماعت کا اہتمام کرتے حالانکہ وہ سنت تو نہیں ہے مگر کبھی کبھی باجماعت نماز تہجد پڑھی جا سکتی ہے۔(لقاء الباب المفتوح لابن عثیمین ۱۱۷/۲۳)

۵۔ علامہ شاطبیؒ نے لکھا ہے کہ : اگر ہم یہ فرض کریں کہ بعض ہنگامی حالات میں کسی خوفناک صورت حال میں یا قحط سالی کی وجہ سے ائمہ مساجد کی جانب سے اجتماعی دعا کا اہتمام کیا گیا تو یہ عمل جائز ہوگا بشرطیکہ اس عمل کو سنت کا درجہ نہ دے دیا جائے اور نہ اس کا اعلان ہو مساجد وجماعات میں بالالتزام جس کی پابندی ہو۔ اس لئے کہ یہ اضطراری کیفیت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش طلب کرتے وقت اجتماعی دعا کا اہتمام فرمایا اور نمازوں کے اوقات کے علاوہ بھی بعض حالات میں آپ ﷺ سے

اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے جس کے لئے کسی خاص وقت اور خاص کیفیت کے اہتمام کے بغیر جیسے دیگر تطوعات میں (مستحبات) آپ ﷺ کا معمول تھا ۔

امام شاطبیؒ کا خیال یہ ہے کہ بغیر التزام اور سنت متبعہ کا درجہ دیئے بغیر یا کسی شخصیت کو نبی کا درجہ دیئے بغیر خاص خاص حالات میں کسی وقت کی تعیین و کیفیت کے بغیر اجتماعی دعا جائز ہے البتہ ضروری یا سنت کا درجہ نہ دیا جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ اپنے دور خلافت میں ایک رات عشاء کے بعد تفتیش کے لئے مسجد پہنچے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں آپ اپنا درہ ایک طرف رکھ کر ان کے ساتھ تشریف رکھے اور بعض احباب سے کہنے لگے اے فلان: تم ہمارے حق میں دعا کرو، اے فلان: تم ہمارے حق میں دعا کرو اس طرح لوگوں سے دعا کی درخواست کرنے لگے اس محفل کی گواہی یہی تھی کہ عمرؓ جیسے سخت مزاج آدمی موم کی طرح نرم ہو کر رونے لگے اس وقت آپ سے زیادہ کوئی رقیق القلب نہ تھا۔ نیز صاحب کتاب نے آگے چل کر ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں خط لکھا کہ فادع اللہ لی فکتب الیہ عمرؓ انی لست بنبی و لکن اذا أقیمت الصلاۃ فاستغفر اللہ لذ نبک یعنی عمرؓ نے جوابی خط میں فرمایا کہ میں نبی تو نہیں ہوں لہٰذا تم نماز کے بعد اپنے گناہوں کے لئے استغفار کر لینا۔ شاطبیؒ نے دونوں واقعات نقل کرنے کے بعد توجیہ یہ بیان کی ہے کہ عمرؓ نے اصل دعاء سے انکار نہیں کیا بلکہ سائل کو اس خیال سے پھیرنے کی کوشش کی کہ میں نبی نہیں ہوں کہیں وہ یہ نہ سمجھ لے کہ عمرؓ کی دعا ہر حال میں قبول ہو گی یا اس طریقہ کو لازمی سنت کا درجہ دے دیا جائے یا یہ صورت پیدا ہو جائے کہ عمرؓ ہی قبولیت دعا کے اہم وسیلہ ہیں یا لوگوں میں یہی سنت رائج نہ ہو جائے اس طرح کے اندیشہ سے آپؓ نے فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں حالانکہ آپ نے لوگوں سے اس سے قبل دعاء کی درخواست کی اور لوگوں نے آپ کے حق میں دعا بھی کی تھی۔ (الاعتصام للشاطبیؒ المتوفی ۷۹۰ھ ا/۵۰۰)

۶ ۔ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بغیر التزام کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر آہستہ آہستہ دعا کرنا جائز ہے خواہ انفرادی شکل میں ہو یا اجتماعی شکل میں۔ ہمارا عمل اسی پر ہے پانچوں نمازوں کے اجتماعی شکل میں اور کبھی منفردا۔ ہماری تحقیق میں یہی صورت اقرب الی السنۃ ہے۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کا بلند آواز سے دعا مانگنا اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین کہتے جانا اور امام اور مقتدیوں کی دعا کی اس ہیئت کذائی کو موکد سمجھ کر اس کا التزام کرنا یہ طریقہ سنت سے بعید ہے۔ (فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوریؒ ۱/ ۳۱۱ ۱۸/ ۱۱/ ۱۳۹۷ھ)

عن ثابت البنانی عن أنس أنہ کان اذا ختم القرآن جمع أہلہ۔ الصحیح انہ موقوف(شعب الایمان للبیہقی ۷۔
المتوفی ۴۵۸ھ یعنی ثابت بنانی سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ ختم قرآن کے وقت اپنے اہل وعیال کو جمع فرما لیتے تھے(تحقیق وتخریج:
(د/عبد العلی عبد الحمید حامد

المعجم الکبیر کی روایت میں جمع أھلہ وولدہ فدعالہم یعنی ختم قرآن کے وقت اپنے اہل وعیال کو جمع فرما کر دعا کرتے تھے۔(
رقم الحدیث: ۶۷۴)سنن الدارمی میں رقم الحدیث ۳۵۱۷ تعلیق المحقق: حسین سلیم أسد الدارانی قال اسنادہ صحیح وہو موقوف علی
أنسؓ

: خلاصہ ءبحث

دعا از روئے شرع ایک اہم عبادت ہے بلکہ تمام عبادتوں کی روح وجان ہے اسلام میں دعا کا مقام ومرتبہ نہایت اعلی واشرف ہے دعاء مومن کا ہتھیار اور دین کی اساس وبنیاد ہے خالق ومخلوق کے درمیان ایک قوی ومضبوط رابطہ ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس کی اہمیت کو مختلف اسلوب وانداز میں بیان کیا گیا ہے کہیں دعا کرنے پر ترغیب دی گئی ہے تو کہیں اس سے اعراض کرنے والوں پر سخت وعید سنائی گئی ہے غرض یہ کہ مختلف طریقوں سے اس کی اہمیت کو ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن دعاء کے سلسلہ میں خصوصا اجتماعی دعاؤں کے سلسلہ میں امت محمدیہ بے اعتدالیوں کا شکار ہے۔ بعض حضرات فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنے کو لازم اور ترک دعا کو قابل مذمت فعل قرار دیتے ہیں تو دوسرے حضرات اس فعل کو بدعت اور نہ کرنے کو عمل رسول ﷺ اور اصل سنت سمجھ بیٹھے ہیں جب کہ راہ صواب ومحتاط رویہ تو یہ ہے کہ

فرض نمازوں اور نماز جمعہ کے بعد بالالتزام اجتماعی دعا کے سلسلہ میں صحیح حدیث ثابت نہیں ہے لہٰذا اس ۱۔
۔ کا ترک ہی اولی اور اقرب الی السنۃ ہے

۲۔ بعض خاص حالات میں اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے مثلاً عیدین کے موقع پر بارش طلب کرتے وقت قنوت نازلہ خطبہ جمعہ کے دوران اور ختم قرآن کے وقت قرون مفضلہ میں سلف صالحین سے اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے جیسے ابن عباسؓ ابن مسعودؓ اور انس بن مالکؓ ختم قرآن کے وقت دعا کیا کرتے تھے اور اس دعا میں اپنے اہل و عیال اور احباب کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے۔ (جلاء الافہام لابن قیمؒ ۱/ ۱۴۶ مجموع فتاوی بن بازؒ ۱۲/ ۱۴۶ موقع الاسلام سؤال وجواب: صالح المنجد ۵/۸۷۱۴)

لہٰذا جو چیز نصوص شرع اور تعامل صحابہ سے ثابت ہو اسے مطلقاً بدعت کہنا درست نہیں ہے نیز مسائل شرعیہ میں کتاب وسنت کی افہام و تفہیم بھی صحابہ کرامؓ کی طرح ہونا چاہیئے البتہ اختلاف کی صورت میں بھی صحابہ کرام کے نہج کے مطابق حدود شریعت میں رہ کر ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہیے اور اختلاف علم کی بنیادوں پر ہو نہ کہ جہالت وانانیت یا مسلکی عصبیت کی بنیادوں پر ۔

۳۔ دعاء کے موقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا قبولیت دعا کے اسباب میں سے ہے جیسا کہ حضرت سلمانؓ فارسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شرم و حجاب والا اور کریم ہے جب بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ بندہ کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے (قال الامام ابن حجرؒ اخرجہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الحاکم و صحیح الترغیب والترہیب ۲/ ۱۲۸، صحیح ابی داؤد للالبانی ۱۳۳۷)

مطلب یہ ہے کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا جائز ہے بلکہ اجابت دعا, حصول مراد اور اللہ کی عنایت مبذول کرانے کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مشروع ہے۔ مذکورہ حدیث دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کے سلسلہ میں عام ہے لہذا اسے کسی وقت کے ساتھ مخصوص کرنا بلا دلیل ہے ۔

۴۔ کوئی شخص دعا کرے اور دوسرے لوگ اس پر آمین کہیں تو شرعاً جائز ہے جیسا کہ موقر اہل علم کے فتاوی سے ظاہر ہے، اگر کوئی انسان دعا کرے کسی جماعت یا کسی مجلس میں اور لوگ اس دعاء پر آمین کہیں تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے جیسے دعائے قنوت، دعاء ختم قرآن اور بارش طلب کرتے وقت اور اس طرح کے کسی اور موقع پر (مجموع فتاوی بن باز ۱۷/ ۲۷۴ وفتاوی

نور علی الدرب ۹/ ۱۴۰) نیز فتاوی اللجنۃ الدائمۃ میں مذکور ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ جمعہ کے خطبۂ اولیٰ اور ثانیہ میں نمازیوں، عام مسلمانوں، اور مسلم حکمرانوں کے حق میں دعا خیر کرے اور مقتدی اس دعا پر آمین کہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ۔ ۷/ ۱۱۲)

مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کسی بھی مجلس سے اٹھنے سے قبل اپنے صحابہؓ کے لئے اجتماعی دعا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں کسی ایک ہی حدیث سے پورے مسائل کا استنباط واستحضار ناممکن ہے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے سارے اصولی وفروعی مسائل ایک ہی حدیث سے مستنبط نہیں ہیں بلکہ متعدد حدیثوں کو جمع کرنے کے بعد ہی مسائل پر عمل ممکن ہے اسی طرح اجتماعی دعا بھی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے اور دعا پر ہاتھ اٹھانا کسی اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اور دعا پر آمین کہنا کسی اور حدیث سے ہی ثابت ہے ان تمام حدیثوں کو جمع کرنے سے اجتماعی دعا کا جواز ثابت ہوتا ہے ۔

۵۔ مذکورہ بالا دلائل کی بنیادوں پر کبھی نکاح کے بعد یا تدفین میت کے بعد ختم قرآن یا دینی مجالس کے اختتام پر اجتماعی دعاء کر لینے میں شرعا کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا البتہ اس دعا کو وجوب کا درجہ دینا یا سنت کی حیثیت دینا اس پر التزام کی دعوت دینا یا ضد پر اتر آنا یا جماعتوں میں تفریق پیدا کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہ ان فروعی مسائل میں سے ہے جس میں وسعت موجود ہے۔

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ سے تدفین کے بعد اجتماعی دعا سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: تدفین کے بعد اجتماعی دعا جائز ہے۔

نری أنہ لا باس بالدعاء ولکن الداعی واحدا والبقیۃ یؤمنون فکلما کثر الداعون والمؤمنون رجي أن یستجاب لذلک الدعاء۔
(فتوی ابن جبرین) (واللہ أعلم)

ابن جبرینؒ نے فرمایا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ تدفین میت کے بعد اجتماعی دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں دعاء "کرنے والا ایک ہو باقی لوگ آمین کہیں گے جب کبھی دعا کرنے والوں اور آمین کہنے والوں کی اکثریت ہو گی قبولیت کی امید کی جا سکتی ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے کئی موقع پر مختلف صحابہ کرام کے لئے یا کسی کی درخواست پر میت کے حق میں دعا فرمائی ہے یعنی آپ ﷺ سے قولاً و عملاً دعا ثابت ہے تو ایسی صورت میں اجتماعی دعا کو وجوب کا درجہ دئے بغیر کبھی اجتماعی دعا کر لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اور یہ حقیقت کے خلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی کے حق میں دعاء مغفرت فرمائیں یا کسی کے خلاف بددعاء فرمائیں اور صحابہ کرامؓ آمین تک نہ کہیں جب کہ دیگر حدیثوں میں جبریل امین کے بددعا کے وقت آمین کہنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے نیز دعا کے موقع پر آمین کہنے کا حکم بھی وارد ہے لہٰذا مسائل ثابت کرنے کے لئے کئی حدیثوں پر گہری نظر رکھنا لازم ہے ۔

٦ ۔ ختم قرآن کے وقت نماز تراویح میں دعا کرنا مستحب امور میں سے ہے اور اس میں حاضر ہونا بھی مستحب ہے اس لئے کہ یہ عمل سلف سے ثابت ہے اور اس محفل میں حاضری کی غرض سے مساجد کا رخ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

مذکورہ فتوی کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ ختم قرآن کے موقع پر نماز میں ہو یا نماز سے باہر بھی دعا کرنا اور اس پر حاضرین کا آمین کہنا سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے اور اس پر خیر القرون کے لوگ عمل پیرا تھے جیسا کہ حضرت انسؓ ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کا تعامل ثابت ہے نیز یہ دعا بھی اجتماعی ہوا کرتی تھی اور اس کے جواز میں تعامل صحابہ اور سنن و آثار شاہد ہیں لہذا اس دعا کو بدعۃ الحرمین کے نام سے موسوم کرنا مناسب نہیں ہے ۔

*** ۔ ہذا ما تبین لی واللہ أعلم بالصواب وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم والحمد للہ رب العالمین